

مدیر اعلیٰ  
محمد الیاس گمن

فقیہ  
سرگودھا  
ماہنامہ

جلد نمبر 2 شمارہ 10 اکتوبر 2013ء

سفیر احناف

سرزمینِ اولیاء پر

نوعان مسائلِ قربانی

اور  
تکبیراتِ عیدین

کریڈٹ کارڈ کا  
شرعی حکم

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

ناشر



شماره 10

اکتوبر 2013ء

جلد نمبر 2

### مجلس ادارت

- ..... مولانا محمد رضوان عزیز
- ..... مفتی شبیر احمد خفی
- ..... مولانا محمد کلیم اللہ
- ..... مولانا عبد اللہ معتمد

انجمنی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

---



---



---



---



---



---



---



---

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک  
35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک  
25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زر تعاون

240/- روپے عادیہ ڈاک خرچ

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاهور ڈسٹرکٹ

0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

## فہرست

قربانی فارم ! ----- 3

اداریہ

کریڈٹ کارڈ کا شرعی حکم ----- 7

مفتی رئیس احمد

فضائل و مسائل قربانی اور تکبیرات عیدین ----- 10

مولانا محمد الیاس گھمن

محدثین فقہ کے سائے میں ----- 35

علامہ خالد محمود

سفیر احناف..... سرزمین اولیاء پر ----- 39

مولانا عابد فاروق

فضائل اعمال پر اعتراضات کا علمی جائزہ ----- 44

مولانا محمد الیاس گھمن

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ----- 53

مولانا محمد عاطف معاویہ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ----- 57

مولانا عبد اللہ معتصم

## قربانی فارم!

کچھ.....اداریہ

ذہنی آوارگی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اب ہر شخص دینی امور میں ”عطائیت“ کرنے لگا ہے۔ عوام الناس کے قریب رہ کر محسوس ہوتا ہے کہ وہ دین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کریم نے دستور زندگی اور ذریعہ نجات بنا کر نازل کیا تھا، اس دین کو لوگ اب اپنی ضرورت سے زائد تصور کرنے لگے ہیں۔

تقریباً ہر شخص اپنے ”فکری انتشار“ اور ”غلط رائے زنی“ کے سنگریزے کو ”اجتہاد کا موتی“ سمجھ بیٹھا ہے، دینی احکام پر اپنی عقلی الل ٹپ جمانے کی کوشش میں ہے۔ ”آزاد خیالی“ کو اس قدر اپنا حق سمجھتا ہے کہ دین کے مسلمات کو بھی معاشرتی رسوم و رواج کی کسوٹی پر پرکھنے لگا ہے۔ خود ساختہ اخلاقیات کے ایسے دائرے کھینچ رکھے ہیں جہاں غیروں کو خوش رکھنے کی فکر تو ہے مگر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل دکھنے کا غم نہیں۔ اپنی آنا اور عزت نفس کا احساس تو ہے لیکن دوسرے کے احترام کی گنجائش نہیں، دوسرے کی اصلاح کے درپے تو ہے اپنی تربیت کا پاس نہیں۔ ماضی قریب کی بات ہے جب نکاح خواں کسی کا نکاح کراتے تو کلمہ طیبہ، ایمان مجمل اور ایمان مفصل بھی سنتے..... بہت تعجب ہوتا تھا کہ ایسا کیوں ہے؟

مسلمان سے کلمہ شہادت سننے کی ضرورت کیا ہے؟

ایمان مجمل اور مفصل بھلا کس مسلمان کو نہیں آتی؟

لیکن اب!

اب تعجب نہیں ہوتا! کیوں؟



اب اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ، اشرافیہ طبقہ، مراعات یافتہ طبقہ، ملکی قوانین پر اثر انداز ہونے والوں کو، ملک کے داخلی امور کے نگہبانوں کو اور پاکستان کی زبان سمجھ جانے والوں کو ”سورۃ اخلاص“ بھی نہیں آتی۔ مقام افسوس ہے!!!

قارئین کرام! آپ کے سامنے ہے کہ آج کا مسلمان محض گوروں اور غیر مسلم اقوام کا نفاذ اور ان کی تہذیب و کلچر کا قوال بن کر رہ گیا ہے، دین نام کی چیز اس کے ہر شعبہ زندگی سے برابر مٹتی ہی چلی جا رہی ہے، دینی حکم ہو یا دنیاوی معاملہ، ہر مسئلے کو لوگوں کے مختلف خیالات نے گھیرا ہوا ہے۔

بحیثیت عالم دین ہونے کے ہماری یہ مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ باہمی تشدد، تفرقہ بازی، مذہبی دھینگا مشتی کی فضا کو ختم کر کے رواداری، اتحاد و اتفاق، اخوت دینی اور ہم آہنگی کا سبق یاد کرائیں۔

ابھی قربانی کے دن قریب آرہے ہیں۔ اہل اسلام؛ اللہ کریم کے حکم کے مطابق جانوروں کو ذبح کریں گے، کوئی بکرے کی قربانی کر رہا ہو گا تو کوئی مینڈھے کی۔ اسی طرح بعض لوگ ”اجتماعی قربانی“ میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ گائے، بھینس کی قربانی ہو یا اونٹ کی..... اس میں شرکاء کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟ اس پر راقم نے دلائل کے ساتھ تفصیلاً لکھ دیا ہے جو چند صفحات بعد آپ پڑھ سکتے ہیں..... یہاں صرف ایک بنیادی اور ضروری بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ

اجتماعی قربانی کے شرکاء میں سے اگر کسی ایک حصہ دار اور شریک کا عقیدہ و نظریہ درست نہ ہو تو تمام شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی۔

غریب آدمی جس نے آٹھ دس ہزار روپے اکٹھے کر کے قربانی کے جانور میں حصہ ڈالا ہو اور شرکاء میں سے کسی کے غلط نظریے کے باعث اس کی قربانی بھی نہ

ہو، بہت قابل افسوس امر اور دکھ کی بات ہے۔

ہمارے پاس بہت سارے لوگ فون کر کے، بذریعہ انٹرنیٹ، خطوط اور براہ راست سوال کرتے ہیں کہ قربانی کے شرکاء کی تسلی کیسے کی جائے؟ آیا ان کا عقیدہ درست ہے یا نہیں؟ اگر غلط عقائد و نظریات والا شخص ہماری قربانی میں حصہ دار بنتا ہے تو ہماری بھی قربانی نہیں ہوگی۔ اس کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

عوام الناس کی اس پریشانی کا آسان حل ہم نے یہ نکالا کہ ”قربانی فارم“ ترتیب دیا جائے۔ جس میں بنیادی عقائد و نظریات کو نمبر وار لکھ لیا جائے۔ اس میں عقیدہ توحید، ختم نبوت، خلافت راشدہ، عدالت صحابہ، ائمہ اربعہ کی فقاہت اور ان کے متبعین مقلدین کا برحق ہونا، اکابر دیوبند کو متبع سنت سمجھنا اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار موجود ہو، مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس پڑھا جانے والا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں۔ دور سے پڑھا جانے والا درود ملائکہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اگر تمام شرکاء سے اس فارم کو پر کر لیا جائے اس سے جہاں اپنی تسلی ہوگی وہاں پر غلط نظریات والے خود بخود الگ ہو جائیں گے اور آپ کی قربانی درست ہو جائے گی۔ عوامی سہولت کے پیش نظر ہم اس کو الگ بھی شائع کر رہے ہیں، انٹرنیٹ پر بھی upload کر رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ گھر گھر تک ہمارا یہ کام پہنچ جائے ہماری طرف سے ہر عام و خاص کو اس کے شائع کرنے کی کھلی اجازت ہے وہ اس فارم کو اپنے اپنے علاقے میں بغیر کسی رد و بدل کے شائع کر کے تقسیم کریں۔

اگر کوئی شخص اس میں کسی طرح کی بھی ترمیم کرتا ہے تو اس فارم کی نسبت ہماری طرف نہ کی جائے۔ اب ملاحظہ فرمائیں:

## شربانی فارم

اجتماعی قربانی میں حصہ دار شرکاء اس فارم کو پر کریں۔

میں..... ولد..... اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ

1: اللہ تعالیٰ کو ذات، صفات، اور افعال میں وحدہ لا شریک لہ مانتا ہوں اور ہر قسم کے کفر و شرک سے بری ہوں۔

2: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کے مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں۔

3: حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت یافتہ اور معیار حق اور جنتی مانتا ہوں۔

4: ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کو امت کے عظیم فقہاء اور برحق مانتا ہوں اور ان کے پیش کردہ مسائل پر عمل کرنے والوں کو ہدایت یافتہ مانتا ہوں۔

5: اکابر علماء دیوبند کو سچا مومن اور متبع سنت مانتا ہوں اور ان کے تمام عقائد کو سچا مانتا ہوں۔

6: اپنے پیارے اور آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ والی اپنی قبر میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ مانتا ہوں اور اس بات کا عقیدہ رکھتا ہوں کہ روضہ مبارکہ پر پڑھا جانے والا درود شریف آپ خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود آپ کی خدمت میں ملائکہ پیش کرتے ہیں۔

7: سنت پر عمل کرنے کو ذریعہ نجات اور بدعت کو گمراہی جاننا ہوں۔

دستخط

حصہ دار نمبر

## کریڈٹ کارڈ کا شرعی حکم

کریڈٹ کارڈ آج کل دنیا میں بہت کثرت سے پھیل گیا ہے۔ پاکستان میں تو ابھی تک اتنا عام رواج نہیں ہے لیکن دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ ممالک اور مغربی ملکوں میں ساری خریداری کریڈٹ کارڈ پر ہو رہی ہے۔

### کریڈٹ کارڈ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

وجہ اس کی یہ ہے کہ چوری ڈاکے بہت ہونے لگے ہیں اگر کوئی آدمی گھر سے نکلے اور اسے لمبی چوڑی خریداری کرنی ہو۔ اور اگر وہ جیب میں بہت سارے پیسے ڈال کر لے جائے تو خطرہ ہے کہ ڈاکہ پڑ جائے کوئی چھین کر لے جائے خاص طور پر اگر کہیں سفر پر جا رہا ہو تو ہر وقت اپنے پاس بڑی رقم لے کر پھرنے میں بہت خطرات ہیں اس لیے اس کا ایک یہ طریقہ نکالا کہ بینک ایک کارڈ جاری کرتا ہے جس کو کریڈٹ کارڈ کہتے ہیں۔ بینک کہتا ہے ہم سے کوئی بھی شخص یہ کارڈ وصول کر سکتا ہے کریڈٹ کارڈ کی ایک سالانہ قیمت ہوتی ہے مثلاً تقریباً ایکسپریس بینک نے ایک کارڈ ایشو کیا اور یہ کہا کہ جو شخص بھی مجھے سالانہ 75 ڈالر دے گا میں اس کو کارڈ دے دوں گا۔

اس کارڈ کا حاصل یہ ہے کہ جس بینک نے وہ کارڈ جاری کیا ہے اس کا دنیا بھر کے بڑے بڑے تاجروں سے رابطہ ہے۔ اس نے سارے تاجروں سے یہ کہہ رکھا ہے کہ جو شخص بھی میرا جاری کیا ہوا کارڈ لے آئے وہ جتنا سامان خریدے اس کا بل بنا کر مجھے بھیج دینا میں اس کی ادائیگی کروں گا اس ادائیگی کے بعد جو کچھ میں نے ادائیگی کی ہے اس کا بل اس کارڈ والے آدمی کے پاس مہینہ کے آخر میں اس کے گھر بھیج دوں گا۔

فرض کریں میں نے امریکن ایکسپریس سے کارڈ لیا اور کچھ خریداری دہی میں کی کچھ سعودی عرب میں کی، کچھ لندن میں کی کچھ امریکہ میں کی۔ 15، 20 ہزار کی خریداری کر لی جس دکان پر بھی گیا اسے کارڈ دکھایا اور خریداری کر لی، اس دکاندار نے پیسے نہیں لیے اور کارڈ کا نمبر لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور بل بنا کر ایک کاپی اپنے پاس رکھ لی ایک مجھے دے دی اور امریکن ایکسپریس بینک کو دے دی، بینک کو جب وہ بل ملیں گے تو جہاں جہاں سے بھی بل آئیں گے وہ ان تاجروں کو ادائیگی کرتا رہے گا کہ آپ نے اتنے کا بل بھیجا تھا یہ پیسے لے لو، غرض وہ اس کو ادا کر دے گا اور مہینے کے آخر میں میرے پاس بل آجائے گا۔ کہ مہینے کے فلاں تاریخ کو دہی فلاں دکان پر خریداری کی تھی سعودی عرب فلاں وقت یہ خریداری کی تھی۔ امریکہ میں یہ کی تھی اور انگلیڈ میں یہ کی تھی اس کے مجموعی اتنے پیسے ہوئے اب مہینے کے ختم پر وہ ساری رقم لے جا کر امریکہ ایکسپریس بینک میں جمع کرادوں گا یہ طریقہ کریڈٹ کارڈ کا ہوتا ہے۔

### کارڈ جاری کرنے والا کا نفع:

اس میں ایک تو سالانہ فیس ہوتی ہے جو کارڈ خریدنے والے سے لی جاتی ہے مثلاً امریکن ایکسپریس بینک کے سال کے 75 ڈالر ہیں۔ دوسرا جو کارڈ جاری کرنے والے کا اصل ذریعہ آمدنی ہوتا ہے۔

### آمدنی کا پہلا طریقہ:

وہ آمدنی یہ ہے کہ جتنے تاجر کارڈ پر سامان فروخت کرتے ہیں اور بل بھیجتے ہیں ان سے وہ فیصد کمیشن وصول کرتا ہے۔ فرض کریں میں نے لندن جانے کے لیے پی آئی اے سے ٹکٹ خرید اپنی آئی اے نے مجھے کریڈٹ کارڈ پر ٹکٹ جاری کر دیا اور اس نے مثلاً ایک لاکھ روپے کا بل بنایا اب وہ ایک لاکھ کا بل امریکن ایکسپریس بینک کو

جو یہ بھیجے گا اس میں سے چار فیصد کٹوتی کرے گا۔ ایک لاکھ کے بجائے 96 ہزار اس کو دے گا تو 4 فیصد اس کی آمدنی ہے۔

### آمدنی کا دوسرا طریقہ:

یہ ہوتا ہے کہ کریڈٹ کارڈ استعمال کر کے سامان خریدنے والے کے پاس جب بل بھیجا جاتا ہے تو اس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ آپ ہمیں 30 دن کے اندر اندر یہ بل ادا کر دیں اگر 30 دن کے اندر ادا کر دیا تو ان سے کوئی اضافی رقم وصول نہیں کی جائے گی۔ جتنے کا بل ہے اتنا ہی ادا کرنا ہو گا لیکن اگر ادائیگی میں 30 دن سے تاخیر کر دی تو وہ اس پر سود لگا دیتے ہیں۔ تو یہ آمدنی کا ایک طریقہ سود بھی ہے۔

### آمدنی کا تیسرا طریقہ:

یہ ہے کہ ہمارا جو معاملہ امریکن ایکسپریس بینک سے ہوتا ہے وہ کسی ایک کرنسی میں ہوتا ہے مثلاً پاکستانی روپے میں یعنی ہم جو ادائیگی کریں گے وہ پاکستانی روپے میں کریں گے حالانکہ ہم نے دبئی میں درہم میں خریداری کی ہے سعودی عرب میں ریال میں کی ہے لندن میں پاؤنڈ اور امریکہ میں ڈالر میں کی ہے اور اس کے پاس جو بل پہنچے وہ الگ الگ کرنسیوں میں پہنچے۔ امریکہ والے نے ڈالر کا بل بھیجا، انگلینڈ والوں نے پاؤنڈ کا بل بھیجا، دبئی والوں نے درہم کا بل بھیجا اور سعودیہ والوں نے ریال کا بل بھیجا اُس نے ادائیگی بھی انہی کرنسیوں میں کی کسی کو درہم ادا کیے کسی کو ریال اور کسی کو پاؤنڈ وغیرہ۔ لیکن ہم سے وہ پاکستانی کرنسی وصول کرے گا۔ جب وہ ڈالر کو یا سعودی عرب کے ریال کو پاکستانی کرنسی میں تبدیل کرے گا اس تبدیل کرنے میں اپنا تھوڑا سا نفع رکھ لے گا۔ یہ تیسرا ذریعہ آمدنی ہے۔



## فضائل و مسائل قربانی اور تکبیرات عیدین

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

### قربانی کی اہمیت:

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوئی اور امت محمدیہ علی صاحبہا السلام تک مشروع چلی آرہی ہے، ہر مذہب و ملت کا اس پر عمل رہا ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے:

”وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنَسَكًا لِّيُذَكِّرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ

(سورۃ حج: 34)

الْأَنْعَامِ“ الآية

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپایوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائے۔

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت میں جاری رہا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خصوصی اہمیت اختیار کر گیا، اسی وجہ سے اسے ”سنت ابراہیمی“ کہا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خدا کی رضامندی کے لیے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے پیش کیا تھا۔ اسی عمل کی یاد میں ہر سال مسلمان قربانیاں کرتے ہیں۔

اس قربانی سے ایک اطاعت شعار مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ رب کی فرمانبرداری اور اطاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے اور مال و متاع کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرے۔ نیز قربانی کرتے وقت یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ قربانی کی طرح دیگر تمام

عبادات میں مقصود رضاء الہی رہے، غیر کے لیے عبادت کاشائبہ تک دل میں نہ رہے۔ گویا مسلمان کی زندگی اس آیت کی عملی تفسیر بن جائے: ”إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ (سورۃ انعام: 162)

ترجمہ: میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، سب اللہ کی رضا مندی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

قربانی کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہیشگی فرمائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي“

(جامع الترمذی: ج 1، ص: 409: ابواب الاضاحی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ قربانی کرتے رہے۔

### قربانی کے فضائل:

کئی احادیث میں قربانی کے فضائل وارد ہیں، چند یہ ہیں:

(1): عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُولَ اللَّهِ! مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٍ قَالُوا فَالضُّوْفُ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الضُّوْفِ حَسَنَةٌ (سنن ابن ماجہ ص 226 باب ثواب الاضحية)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یا رسول اللہ! اون (کے بدلے میں کیا ملے گا) فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

(2) ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيُّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدِّمْرِ أَنَّهُ لَيَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَخْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطَبِّبُوا بِهَا أَنْفُسًا“ (جامع ترمذی ج 1 ص 275 باب ما جاء في فضل الاضحية)

ترجمہ: عید الاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

(3) ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْفَقَتِ الْوَرَقُ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحِيْرَةٍ فِي يَوْمٍ الْعِيدِ۔“

(سنن الدارقطنی ص 774 باب الذبايح، سنن الکبریٰ للبیہقی ج 9 ص 261)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی خرچ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہ نسبت اس خرچ کے جو بقرہ عید والے دن قربانی پر کیا جائے ہرگز نہیں۔

## قربانی کے مسائل:

### (1) قربانی واجب ہے:

ہر صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں قرآن و سنت میں کئی دلائل موجود ہیں۔ چند یہ ہیں:

(1) ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ“ (الکوثر: 2)

ترجمہ: آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

مشہور مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ”قَالَ عِكْرَمَةُ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ فَصَلِّ لِرَبِّكَ صَلَوةَ الْعِيدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَانْحَرْ نُسُكَكَ فَعَلَى هَذَا يَثْبُتُ بِهِ وَجُوبُ صَلَوةِ الْعِيدِ وَالْأُضْحِيَّةِ“ (تفسیر مظہری ج: 10 ص: 353) ترجمہ: حضرت عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ“ میں ”فصل“ سے مراد ”عید کی نماز“ اور ”وانحر“ سے مراد ”قربانی“ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید اور قربانی واجب ہے۔

(2) علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ اپنی تفسیر ”احکام القرآن“ میں فرماتے ہیں: ”قَالَ الْحَسَنُ صَلَوةُ يَوْمِ النَّحْرِ وَانْحَرْ الْبَدَنُ... قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَذَا التَّأْوِيلُ يَتَضَمَّنُ مَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا إِنْجَابُ صَلَوةِ الْأُضْحَى وَالثَّانِي وَجُوبُ الْأُضْحِيَّةِ“

(احکام القرآن للبصاص ج 3 ص 419 تحت سورة الكوثر)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ“ میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور ”وانحر“ سے قربانی مراد ہے۔ حضرت ابو بکر جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1: عید کی نماز واجب ہے۔ 2: قربانی واجب ہے۔

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُصَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَصَلًّا“

(سنن ابن ماجہ ص 226 باب الاضاحی ص 1 واجبة ام لا، مسند احمد ج 2 ص 321 رقم 8254، السنن الکبریٰ ج 9 ص 260 کتاب الضحایا، کنز العمال رقم 12261)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ بھٹکے۔

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور وعید ترک واجب پر ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا قربانی واجب ہے۔

(4) حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”كُنَّا وَ قُوفًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً“

(سنن ابن ماجہ ص 226 باب الاضاحی ص 1 واجبة ام لا، سنن نسائی ج 2 ص 188)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔

اس حدیث سے دو قسم کی قربانیوں کا حکم معلوم ہوا ایک عید الاضحیٰ کی قربانی اور دوسرا عتیرہ۔

فائدہ: ”عتیرہ“ اس قربانی کو کہا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رجب کے

مہینے میں بتوں کے نام پر ہوتی تھی پھر اسلام آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نام پر ہونے لگی، لیکن بعد میں اسے منسوخ فرما دیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”تَمَّهِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ عَنِ الْفَرَعِ وَالْعَتِیْرَةِ“ (سنن النسائی ج 2 ص 188 کتاب الفرع والعتیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرما دیا۔  
فائدہ: ”فرع“ اس بچہ کو کہا جاتا تھا جو اونٹنی پہلی مرتبہ جنتی تھی اور اس کو بتوں کے نام پر قربان کیا جاتا تھا، ابتدا اسلام میں یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہوتی رہی لیکن بعد اسے میں منسوخ کر دیا گیا۔

(زہر الربیٰ علی النسائی للسیوطی ج 2 ص 188)

(5) حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ”شَهِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَوْمَ التَّخْرِ فَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ مَكَاتِهَا أُخْرٰی وَمَنْ لَّهْدَیْ ذَبَحَ فَلْيُذَبِّحْ“

(صحیح البخاری ج 2 ص 843 باب من ذبح قبل الصلوة اعاد)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہیے کہ اس جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔

اس میں آپ علیہ السلام نے عید سے پہلے قربانی کرنے کی صورت میں دوبارہ لوٹانے کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے۔



## (2) قربانی کس پر واجب ہے؟

جس مرد و عورت میں قربانی کے ایام میں درج ذیل باتیں پائی جاتی ہوں اس پر قربانی واجب ہے:

(1) مسلمان ہو۔

دلیل: ”لَا يَتَهَا فَرِيَّةٌ وَالْكَافِرُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبِ“ (بدائع الصنائع: ج 4، ص 195)  
قربانی عبادت و قربت کا نام ہے اور کافر عبادت اور قربت کا اہل نہیں۔  
(2) آزاد ہو۔

دلیل: ”لَا أَنَّ الْعَبْدَ لَا يَمْلِكُ“ (المحرر الرائق: ج 2، ص: 271)  
ترجمہ: قربانی غلام پر واجب نہیں کیوں کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔  
(3) صاحب نصاب ہو۔

دلیل: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُصَحِّحْ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلًّا“ (سنن ابن ماجہ: ص 226)  
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو وسعت ہو اس کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔

معلوم ہوا کہ قربانی کے لیے صاحب وسعت ہونا ضروری ہے جسے ”صاحب نصاب“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)  
(4) مقیم ہو، مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

دلیل: ”عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسَافِرِ اخْتِيَاةٌ“ (المحلی بالآثار لابن حزم: ج 6، ص 37، مسئلہ نمبر 979)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

### (3) قربانی کا نصاب:

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو نصاب صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ج 5 ص 360، کتاب الاضحیہ)

پس جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔ (الجبہۃ النیرۃ: ج 1 ص 160، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز) یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔

(بدائع الصنائع ج 2 ص 158، رد المحتار ج 3 ص 346 باب مصرف الزکوٰۃ والعشر)

### (4) قربانی کے جانور:

جوجانور قربانی کے لیے ذبح کئے جا سکتے ہیں: بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، اونٹ (نر، مادہ) ہیں۔

دلیل: قال اللہ تعالیٰ: "تَمَایِةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّانِ اِثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اِثْنَيْنِ... وَمِنَ الْاِبِلِ اِثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اِثْنَيْنِ" (انعام: 143، 144)

ترجمہ: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔

فائدہ: قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

### اجماع امت:

”وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ۔“

(کتاب الاجماع لابن المنذر: ص 37)

ترجمہ: ائمہ حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔

### لغت:

”الْجَافِئُوسُ صَرْبٌ مِّنْ كِبَارِ الْبَقَرِ“

(المنجد: ص 101)

ترجمہ: بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے: ”الْجَافِئُوسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 7، ص 65، رقم: 10848)

ترجمہ: بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔

امام مالک بن انس مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا“

(موطأ امام مالک: ص 294، باب ما جاء في صدقة البقر)

ترجمہ: یہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: ”الْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ“

(کتاب الاموال لابن عبید: ج 2، ص 385، رقم: 812)

ترجمہ: گائے اور بھینس برابر ہیں (یعنی ایک قسم کی ہیں)

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”تُحْسَبُ الْجَوَامِيسُ مَعَ الْبَقَرِ“

(مصنف عبدالرزاق: ج 4، ص 23، رقم الحدیث: 6881)

ترجمہ: بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

فائدہ: حلال جانور کے سات اعضاء کھانا مکروہ ہیں۔

دلیل: عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: أَلَدَمَ وَالْحَيَاءَ وَالْأَنْثَبَيْنِ وَالْغَدَّ وَالذَّكَرَ وَالْمَثَانَةَ وَالْمَرَارَةَ

(مصنف عبدالرزاق ج 4 ص 409، سنن الکبری للبیہقی: ج 10، ص 7)

ترجمہ: حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے سات اعضاء کھانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(1) خون (2) مادہ جانور کی شرمگاہ (3) خصیتیں (4) غدود (5) زجانور کی پیشاب گاہ (6) مثانہ (7) پٹہ

(5) جانور کی عمر:

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال، گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

دلیل: ”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُعَسَّرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ“

(صحیح مسلم: ج 2، ص 155 باب سن الاضحية)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے لیے عمر والا جانور ذبح کرو، ہاں اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر چھ ماہ کا دنبہ ذبح کرو جو سال کا لگتا ہو۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

نمبر 1: اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کے لیے لفظ ”مسنہ“ استعمال فرمایا ہے، بقول امام ترمذی رحمہ اللہ فقہاء کرام احادیث کے معانی و مطالب زیادہ جانتے ہیں۔ (جامع الترمذی: ج 1، ص 193 باب غسل المیت)

چنانچہ جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ”مسنہ“ کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ اس سے مراد ”الثنی“ یعنی وہ جانور ہے جس میں عمر کا لحاظ رکھا گیا ہو، چنانچہ بھیڑ، بکری ایک سال کی ہو، گائے اور بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(1) مشہور محدث و فقیہ علامہ ابوالحسین القدوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”إِنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوا... وَالْثَنَى مِنَ الْغَنَمِ ابْنُ سَنَةٍ وَالْثَنَى مِنْهُ ابْنُ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَتَيْنِ وَالْثَنَى مِنَ الْإِبِلِ ابْنُ خَمْسٍ“ (الفتاویٰ عالمگیریہ: ج 5، ص 367)

ترجمہ: حضرات فقہاء کرام یہ فرماتے ہیں کہ بھیڑ، بکری ایک سال کی، گائے دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

(2) محدث و فقیہ علامہ زین الدین ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وَالْثَنَى مِنَ الضَّأْنِ وَالْمَعْزِ ابْنُ سَنَةٍ وَمِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَتَيْنِ وَمِنَ الْإِبِلِ ابْنُ خَمْسٍ سِنِينَ“ (المحرر الرائق: ج 8 ص 201 کتاب الاضحية)

ترجمہ: بھیڑ اور بکری ایک سال کی، گائے دو جبکہ اونٹ پانچ سال کا ہو۔

اور یہی تعریف مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

(1) بذل الجہود: ج 4 ص 71 (2) تكملة فتح الملہم شرح صحیح مسلم: ج 3 ص 558

نمبر 2: مذکورہ حدیث میں ”مسنہ“ نہ ملنے کی صورت میں ”جذعة“ مِنَ الضَّأْنِ کا حکم فرمایا اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو چھ ماہ کا ہو۔ مگر دیکھنے میں

ایک سال کا لگتا ہو۔ چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَقَالُوا هَذَا إِذَا كَانَ الْجَذْعُ عَظِيمًا يَحْيِيَتْ لَوْ خَلَطَ بِالشَّيْبَاتِ يَسْتَبِيهُ عَلَى النَّاطِرِينَ  
وَالْجَذْعُ مِنَ الضَّانِ مَا تَمَثَّلَ لَهُ سِتَّةُ أَشْهُرٍ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ“

(البحر الرائق: ج 8 ص 202 کتاب الاضحية)

ترجمہ: حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو اتنا بڑا ہو اگر اس کو سال والے دنبوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے میں سال والوں کے مشابہ ہو اور حضرات فقہاء کے نزدیک جذع (دنبہ) وہ ہے جو چھ ماہ مکمل کر چکا ہو۔

### (6) شرکاء اور ان کی تعداد:

قربانی کا جانور اگر اونٹ گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں:

دلیل (1): ”عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْلَيْنِ بِالنَّحْجِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلِّ سَبْعَةٍ مِمَّا فِي بَدَنَةٍ“ (صحیح مسلم: ج 1، ص 424 باب جواز الاشتراك الخ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہو جائیں۔

دلیل (2): ”عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاهُ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرِ عَنْ سَبْعَةٍ“

(صحیح مسلم ج 1 ص 424 باب جواز الاشتراك الخ)



ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ والے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی۔

اگر قربانی کا جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے:

دلیل (1): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً وَأَنَا مُؤَيَّرٌ بِهَا وَلَا أَجِدُهَا فَأَشْتَرِي بِهَا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْتَاعَ شِيعَةً فَيَذْبَحَهُنَّ“

(سنن ابن ماجہ: ص 226، کتاب الاضاحی باب کم یجوز من الغنم عن البدنة)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں (لہذا اب کیا کروں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید لو اور انہیں ذبح کر لو۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جانور کو سات بکریوں کے برابر شمار کیا اور بڑے جانور میں قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک بکری یا ایک دنبہ کی قربانی ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے جائز نہیں۔

دلیل (2): حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ”الْشَّاةُ عَنْ وَاحِدٍ“

(اعلاء السنن: ج 17، ص 210، باب ان البدنة عن سبعة)

ترجمہ: بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔

## (7) قربانی کے دن:

قربانی کے تین دن ہیں: 10.11.12 ذوالحجہ۔

دلیل (1): قال الله تعالى: «لِيَشْهَدُوا مَنَا فَع لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ» (الحج: 28)

ترجمہ: تاکہ اپنے فوائد کیلئے آ موجود ہوں اور ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپائیوں پر اللہ کا نام لیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «فَالْمَعْلُومَاتُ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ» (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج 6، ص 261)

ترجمہ: ایام معلومات سے مراد یوم نحر (10 ذوالحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔

دلیل (2): «عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَلَاثَةِ وَبَقِيَّ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ»

(صحیح بخاری: ج 2، ص 835، باب ما يؤكل من لحوم الاضاحی)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ رہنا چاہئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں، اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور ذبح کرنے کی اجازت کہاں سے ہوگی؟

فائدہ: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ابتدائے اسلام میں

تھی، بعد میں اجازت دی گئی کہ اسے تین دن کے بعد بھی رکھا جاسکتا ہے۔

(مستدرک حاکم ج4 ص259)

اس سے یہ نہ سمجھیں ”جب تین کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد بھی قربانی کی جاسکتی ہے“ اس لیے کہ گوشت تو سارا سال بھی رکھا جاسکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت سارا سال ہوگی، ہر گز نہیں۔ تین دن کے بعد قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

دلیل (3): حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔ (موطا امام مالک ص497، کتاب الضحایا)

دلیل (4): ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: النَّحْرُ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ وَأَفْضَلُهَا يَوْمُ النَّحْرِ“ (احکام القرآن للطحاوی ج2 ص205)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) اور اس کے بعد کے دو دن ہیں، البتہ یوم النحر (دس ذوالحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔

### (8) قربانی کا وقت:

قربانی کا وقت شہر والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے کے بعد اور دیہات والوں کے لیے جن پر نماز جمعہ فرض نہیں، صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے لیکن سورج طلوع ہونے کے بعد ذبح کرنا بہتر ہے۔

(فتاویٰ قاضیخان، فتاویٰ شامی)

چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ

نَزَجَ وَنَحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَأَتَمَّاهُ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النَّسِكَ فِي شَيْءٍ“ (صحیح البخاری: ج 2، ص 834 کتاب الاضاحی باب الذبح)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہمارے اس عید کے دن میں سب سے پہلا کام یہ ہے ہم نماز پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے ہمارے اس طریقہ پر عمل کیا یعنی عید کے بعد قربانی کی تو اس نے ہمارے طریقے کے مطابق درست کام کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، دیہات میں چونکہ نماز عید کا حکم نہیں ہے، اس لئے وہاں اس شرط کا وجود ہی نہیں تو ان کے لیے یہ حکم نہ ہوگا۔ وہاں قربانی کے وقت کا شروع ہونا ہی کافی ہوگا اور اس کا آغاز طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔

### (9) عمومی مسائل:

(1) خصی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔

(سنن ابی داؤد ج 2 ص 386 باب ما یستحب من الضحایا)

(2) اگر کوئی آدمی عقیقہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں اپنا حصہ رکھ لے تو یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 375)

(3) ایسا لنگڑا جانور جو چلتے وقت پاؤں زمین پر بالکل نہ رکھ سکتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں البتہ اگر وہ چلنے میں اس پاؤں سے کچھ سہارا لیتا ہو تو اس

کی قربانی جائز ہے۔ (سنن ابی داؤد: ج 2، ص 387، رد المحتار: ج 9، ص 536 کتاب الاضحیہ)  
 (4) اگر جانور کے اکثر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں کہ چارہ بھی نہ کھا سکتا  
 ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں، ہاں اگر چارہ کھا سکتا ہو تو قربانی جائز ہے۔

(رد المحتار ج 9 ص 537 کتاب الاضحیہ)

(5) جس جانور کی پیدائشی طور پر ایک یا دونوں کان نہ ہوں یا کان کا  
 تیسرا یا اس سے زیادہ حصہ کٹا یا چرا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں  
 اگر تیسرے سے کم حصہ کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(جامع الترمذی: ج 1، ص 275، باب الاضاحی، رد المحتار: ج 9، ص 537)

(6) اگر جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے لیکن جڑ سے نہیں اکھڑا تو اس کی  
 قربانی جائز ہے اور اگر جڑ سے اکھڑ چکا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(سنن الطحاوی: ج 2، ص 271 باب العیوب التی لا یجوز الھدایا والضحایا، رد المحتار: ج 9، ص 535  
 کتاب الاضحیہ)

(7) جانور کی دم اگر تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز ہے اگر تہائی  
 یا اس سے زائد کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔

(اعلاء السنن: ج 17 ص 237، فتاویٰ عالمگیریہ: ج 5 ص 368)

(8) گائے یا بھینس وغیرہ کا ایک تھن خراب اور باقی تین ٹھیک ہوں  
 تو قربانی جائز ہے اور اگر دو تھن خراب ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح  
 بکری وغیرہ کا ایک تھن خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔

(المعجم الاوسط: ج 2 ص 374 رقم 3578، فتاویٰ عالمگیریہ: ج 5 ص 683)

(9) جانور اگر اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد  
 روشنی نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہاں اگر روشنی تہائی سے کم جاتی رہے

تو قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج 5 ص 368)

(10) ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو، لہذا مشرک، مجوسی، بت پرست، اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔ (بدائع الصنائع ج 4 ص 164)

گوشت کا حکم:

افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ اپنے گھر کے لیے، ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کیا جائے، ہاں اگر عیال زیادہ ہوں تو سارا گوشت خود بھی رکھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج 5 ص 370)

اگر قربانی کے جانور میں کئی حضرات شریک ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں۔

(البحر الرائق: ج 8 ص 198)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا یا اجرت میں دینا جائز نہیں۔

(بدائع الصنائع ج 4 ص 225)

## قربانی کی کھال:

اپنے ذاتی استعمال میں لا سکتے ہیں مثلاً مصلیٰ، مشکیزہ وغیرہ بنا سکتے ہیں البتہ اس کو فروخت کر کے قیمت استعمال میں لانا جائز نہیں بلکہ فقراء کو دینا واجب ہے۔ (عالمگیری ج 3 ص 372)

نیز کھال کی قیمت مسجد کی تعمیر میں نہیں لگائی جاسکتی اسی طرح کسی فلاحی ادارہ میں بھی اس کا خرچ کرنا درست نہیں کیوں کہ اس میں ضروری ہے کہ اس کا فقراء و مساکین کو مالک بنا دیا جائے، لہذا بہتر یہ ہے کہ قربانی



کی کھال کسی دینی مدرسہ اور جامعہ کے طلباء کو دی جائے کیوں کہ اس میں ان کی امداد کرنے کا ثواب بھی ہے اور علم دین کے احیاء کا سبب بھی۔

### تکبیراتِ عیدین

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دور رکعت ہے جو چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں کہہ کر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔

پہلی رکعت میں تین زائد تکبیرات چونکہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ثناء کے متصل بعد کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں یہ تکبیرات کہہ کر متصل رکوع کی تکبیر کہی جاتی ہے، اس لیے اس اتصال کی وجہ سے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ مل کر یہ تکبیرات چار ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سے مل کر چار۔ گویا ہر رکعت میں چار تکبیرات شمار ہوں گی۔

بعض روایات میں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ، تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر پانچ اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر چار بتایا گیا ہے اور مجموعی طور پر نو تکبیرات شمار کی گئی ہیں۔ دونوں صورتوں میں زائد تکبیرات چھ ہی بنتی ہیں۔

1: عَنْ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِينَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَتَسَوَّأُوا كَتَكْبِيرِ الْجَنَائِزِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ.

(شرح معانی الآثار ج 2 ص 371 باب صلوة العیدین)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن قاسم فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح (چار) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کا اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کر لیا۔

2: عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لِإِنِّي هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَضْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 170 باب التکبیر فی العیدین، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 3 ص 289)

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

3: عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى فَجَعَلَ هَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا وَ هَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا حَتَّى قَالَ لَهُ حَدِيقَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَلْ هَذَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَزِيدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ.

(المعجم الكبير للطبرانی ج 4 ص 593 رقم 9402، مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 167، رقم 5704)

ترجمہ: علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو ان سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: ان (حضرت ابو موسیٰ) سے پوچھو، اور حضرت ابو موسیٰ نے کہا: ان (حضرت حذیفہ) سے پوچھو، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مسئلہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازی چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے، پھر قراءت کرے، پھر تکبیر کہ کر رکوع کرے دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قراءت کرے، پھر قراءت کے بعد چار تکبیریں کہے۔ (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع کے لیے)

4: عَنْ كُرْدُوسٍ قَالَ: أَرْسَلَ الْوَلِيدُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيقَةَ وَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ ابْنِ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ فَقَالُوا: سَلْ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُورَةَ مِنَ الْمَفْصَلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَ يَزِيدُ فَيَتْلُو خَمْسَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُورَةَ مِنَ الْمَفْصَلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا يَزِيدُ كَمُ فِي آخِرِهَا فَيَتْلُو لِنِسْعٍ فِي الْعِيدَيْنِ فَمَا أَنْكَرَهُ وَاحِدٌ مِنْهُمْ.

(المعجم الكبير للطبرانی ج 4 ص 392)

ترجمہ: حضرت کر دوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس تہائی رات گزرنے کے بعد پیغام بھیجا کہ یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے، اس میں نماز کا کیا طریقہ ہے؟ ان سب نے کہا: ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود سے پوچھو۔

چنانچہ قاصد نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے۔ پھر سورۃ الفاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، یہ پانچ تکبیریں ہوں۔ پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہو کر سورت فاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر چار تکبیریں کہے جن میں سے آخری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں یہ نو تکبیریں بنتی ہیں۔ ان سب حضرات میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ [جو کہ ان حضرات کی طرف سے زبردست تائید ہے کہ یہی طریقہ صحیح ہے]

5: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تکبیرات جنازہ کے چار ہونے پر تمام صحابہ اور کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

فَاجْمَعُوا أَقْرَبَهُمْ عَلَى أَنْ يَجْعَلُوا التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيرِ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ۔

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 319 باب التكبير على الجنائز كم هو؟)

ترجمہ: تو انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں۔

6: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْأُولَى خَمْسُ تَكْبِيرَاتٍ بِتَكْبِيرَةِ الرَّكْعَةِ وَبِتَكْبِيرَةِ الْإِسْتِفْتَاكِ وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى أَرْبَعَةٌ بِتَكْبِيرَةِ الرَّكْعَةِ

(مصنف عبد الرزاق: ج 3 ص 166 رقم الحديث 5702 باب التكبير في صلوة العيد)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں رکوع اور تحریمہ کی تکبیر کو ملا کر پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع والی تکبیر کو ملا کر چار تکبیریں بنتی ہیں [خلاصہ یہ کہ ہر رکعت میں زائد تکبیروں کی تعداد تین ہے۔]

7: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْعِيدِ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَقَرَأَ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ۔ (سنن الطحاوی: ج 2 ص 372 باب التكبير على الجنازة كم هو؟)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے چار تکبیریں کہیں، پھر قراءت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر جب آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے قراءت کی پھر تین تکبیریں کہیں، پھر (چوتھی) تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

### تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا ثبوت

نماز عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

#### دلیل نمبر 1:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّحْنُجِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَرَفَعَ الْإِدْيَانِ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَاكِ الْحَجَرِ وَعَلَى

الصَّغَا وَالْمَرْوَةَ وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَبَرَتَيْنِ۔

(سنن الطحاوی: ج 1 ص 417 باب رفع الیدین عند رویۃ البیت)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔ (1) نماز کے شروع میں (2) نماز وتر میں قنوت کے وقت (3) عیدین میں (4) حجر اسود کو سلام کے وقت، (5) صفا و مروہ پر، (6) مزدلفہ اور عرفات میں (7) دو جہروں کے پاس ٹھہرتے وقت۔

### دلیل نمبر 2:

وَاتَّقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ۔

(مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری: ج 3 ص 495 باب صلاة العیدین)

ترجمہ: فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

### دلیل نمبر 3:

وَاتَّقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ۔ (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الامۃ: ص 63)

ترجمہ: ائمہ فقہاء کا تکبیرات عیدین کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

### دلیل نمبر 4:

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يُرْفَعُ الْإِذَا فِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ

(بدائع الصنائع للکاسانی: ج 1 ص 484، رفع الیدین فی الصلوۃ)

ترجمہ: فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وُتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

فائدہ: پنجگانہ نمازوں میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا ممنوع اور عیدین میں کیا جانے والا رفع یدین مشروع ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي**۔  
ترجمہ: اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

تو نماز کا وہ عمل جو خود ذکر یا مقرون بالذکر (ذکر سے ملا ہوا) ہو تو اس آیت کی رو سے مطلوب ہو گا اور اگر وہ عمل خود ذکر یا مقرون بالذکر نہ ہو تو غیر مطلوب اور قابل ترک ہو گا۔ عیدین والے رفع یدین کے ساتھ ذکر یعنی اللہ اکبر ملا ہوتا ہے اس لیے یہ مطلوب شریعت ہے اور پچگانہ نمازوں والے مذکورہ رفع یدین میں خالی حرکت ہوتی ہے ذکر نہیں ہوتا، اس لیے یہ غیر مطلوب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

## انٹرنیٹ کی دنیا

1- ہماری ویب سائٹ [www.ahnafmedia.com](http://www.ahnafmedia.com) نئی تھیم اور کچھ تبدیلیوں کے ساتھ مزید جاذب نظر اور آسان رسائی کے لیے تیار ہے۔ ضرور وزٹ کریں۔  
2- احناف میڈیا سروس کے زیر اہتمام دعوتی مقاصد اور اہل باطل کے جوابات کے لیے فیس بک FaceBook پر ایک پیج بنایا گیا ہے، جو ساتھی فیس بک استعمال کرتے ہیں، وہ ضرور اس پیج کو وزٹ کریں اور لائک کریں۔ یہ پیج اپنے دوست احباب اور جاننے والوں تک بھی پہنچائیں۔ پیج کا ایڈریس یہ ہے

[www.facebook.com/AhnafMediaServices](http://www.facebook.com/AhnafMediaServices)

3- اسی طرح Twitter پر بھی پیج بنایا گیا ہے، جو احباب ٹوئٹر استعمال کرتے ہیں وہ ہمیں Follow کریں۔ ایڈریس یہ ہے:

[www.twitter.com/ahnafmedia](http://www.twitter.com/ahnafmedia)

4- یوٹیوب پر احناف میڈیا کی طرف سے نیا چینل بنایا گیا ہے، اس میں مکمل بیانات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کلپس بھی اپ لوڈ کیے جا رہے ہیں۔ ایڈریس یہ ہے:

[www.youtube.com/user/AhnafMediaServices](http://www.youtube.com/user/AhnafMediaServices)

## محمد ثین فقہ کے سائے میں

1: حضرت امام مالکؒ 179ھ اپنے موطا میں جہاں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جن کی پیروی امت میں جاری ہوئی تو وہاں آپ ان اہل علم کے لیے یہ الفاظ اختیار کرتے ہیں: انه لم ير احدا من اهل العلم والفقه يصومها۔ (موطا مالک ص 290) ترجمہ: آپ نے اہل علم فقہاء سے کسی کو یہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

2: حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ 241ھ کے پاس 198ھ میں کچھ محمد ثین مسجد خیف میں آئے آپ نے انہیں فقہ کی تعلیم پر آمادہ کیا۔ وہاں آپ حج کے مسائل پر فتوے دیتے رہے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ محمد ثین کے ہاں فقہ اونچے درجے کا علم شمار ہوتا تھا بلکہ اس سے حدیث کی بھی صحیح معرفت ملتی تھی۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب عجدی لکھتے ہیں: جاء اصحاب الحديث فجعل يعلمهم الفقه والحديث ويفتي الناس في المناسك۔ (تالیفات شیخ محمد بن عبد الوہاب ص 256)

ترجمہ: آپ کے پاس اصحاب الحدیث آتے اور آپ انہیں فقہ اور عفت حدیث کی تعلیم دیتے اور آپ مسائل حج میں فتوے صادر فرماتے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ فقہاء حضرات نے ہمیشہ محمد ثین کی سرپرستی کی ہے۔

3: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ 256ھ صحابہ کرام میں اونچے درجے کے لوگ انہی کو کہتے ہیں جو فقہاء تھے: فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فَقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا رَسُولُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا۔ (بخاری ج 1 ص 445)



قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ مَا أَدْرَكْتُ فَقَهَاءَ أَزْوَاجًا إِلَّا يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ الثَّهَارِ.

(بخاری ج 1 ص 155)

ہم نے اپنے بلاد کے فقہاء کو اسی پر پایا ہے کہ وہ ہر دو رکعت کے مابین تشهد کرتے تھے۔

4: حضرت امام مسلم رحمہ اللہ م 261ھ ابو عبیدہ سے حدیث روایت کرتے اس

کے فقہیہ ہونے سے اپنی روایت میں قوت لاتے ہیں: قال حدثني ابو عبیدہ وکان من القراء واهل الفقه۔ (صحیح مسلم ج 2 ص 352)

5: امام ابو داود رحمہ اللہ م 275ھ اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں: فکل منی فقہاء

اہل مکہ۔ (سنن ابی داود ج 2 ص 278)

6: امام ترمذی رحمہ اللہ م 279ھ کو یحییٰ باب [ ما جاء ] فی الرخصة فی

الإقعاء، میں لکھتے ہیں: وقد ذهب بعض أهل العلم إلى هذا الحديث من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لا يرون بالإقعاء بأساً وهو قول بعض أهل مكة من أهل الفقه والعلم۔ (ترمذی ج 1 ص 38)

ایک مقام پر لکھتے ہیں: قال عمر بن الخطاب لا يبيع في سوقنا إلا من [قد]

تفقه في الدين (ترمذی ج 1 ص 449) فی فضل الصلوة علی النبی (ترمذی ج 1 ص 64)

اور ایک جگہ پر ہے: وكذلك قال الفقهاء وهم أعلم معاني الحديث.

(ترمذی ج 1 ص 118 باب غسل میت)

ترجمہ: اور اسی طرح فقہاء کہتے ہیں اور وہ حدیث کو بہترین جاننے والے ہیں۔

وقال بعض أهل العلم من فقهاء التابعين منهم الحسن البصري و

إبراهيم النخعي وعطاء بن أبي رباح (ترمذی ج 1 ص 176)

عن سفیان الثوری قال فقہاءنا

7: امام نسائی رحمہ اللہ م 303ھ کتاب الغنائم میں ایک یہ فقرہ بھی لکھ گئے ہیں:

ويعطى منه من رأى ممن رأى فيه غناء ومنفعة لأهل الإسلام ومن أهل الحديث والعلم والفقه والقرآن۔  
(نسائی ج 2 ص 160)

پہلا درجہ اہل حدیث کا ہے اس سے مراد نقل حدیث کرنے والے ہیں۔ پھر اہل علم کا اس سے مراد حدیث سمجھنے والے ہیں۔ پھر اہل فقہ کا اس سے مراد حدیث کی فقہت رکھنے والے اور پھر سب پر قرآن کا درجہ ہے۔

8: فقہاء مدینہ میں ابو الزناد م 131ھ مشہور علمی شخصیت ہیں آپ جب کبھی فقہاء کی بات لیتے تو فرماتے کہ ان سب سے آگے جانے کی کوئی راہ نہیں ان پر بات ختم ہوتی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ سنن کبریٰ میں ان سے متعلق نقل کر کے لکھتے ہیں: عن الفقهاء الذين ينتهي الى قولهم من اهل المدينة۔  
(سنن کبریٰ ج 8 ص 5)

9: امام ابن ماجہ کے ہاں بھی علم اور قرآن سیکھنا بغیر فقہ کے نہیں ہے۔ آپ اپنی سنن میں باب ذہاب القرآن والعلم میں حضرت زیاد بن لبید سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کہا ان کنت لاراک من افقه الرجل بالمدينة یعنی قرآن کا باقی رہنا صرف اس کے پڑھنے پڑھانے سے نہیں یہ فقہ سے ہے۔ جتنا کوئی فقہ ہو گا اتنا ہی وہ علم قرآن کا محافظ ہو گا۔

حدیث اور کتابوں میں بھی فقہ کی ہی سربراہی ہے۔ المصنف لعبد الرزاق المصنف لابن ابی شیبہ م 245ھ، سنن دارمی م 245ھ، مسند ابی یعلیٰ م 307ھ اور المستدرک للحاکم م 405ھ میں اس قسم کی متعدد جزئیات ملیں گی جن سے پتہ چلتا ہے کہ محدثین اور فقہاء انہیں اچھی طرح سمجھ پاتے ہیں اور پھر ان میں بھی کوئی عام فقہ ہوتے ہیں اور کوئی افقہ۔ زیادہ افقہ تک پہنچ جائے تو ایک بڑا کام ہو گیا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے سامنے مسائل آئے کہ کیا حمام میں قرآن

پڑھ سکتا ہے اور بغیر وضو اس کی آیات لکھ سکتا ہے۔ مردہ پر ندے کے پر کے پاک ہیں یا نہ؟ آپ کے پاس ان مسائل پر احادیث موجود نہ تھیں۔ آپ نے ان میں حضرت امام نخعی رحمہ اللہ م 94ھ اور امام حماد بن ابی سلیمان م 120ھ کے اقوال پر فیصلے کیسے اور بلا طلب دلیل ان مجتہدین کی تقلید کی: عَنْ إِبْرَاهِيمَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْحَمَامِ وَبِكَتَبِ الرِّسَالَةِ عَلَى غَيْرِ وَضُوءٍ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ إِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ إِذَا رُفِئَ فَسَلِّمْ (بخاری ج 1 ص 30)

آگے ص 37 پر لکھتے ہیں: قَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ پھر ایک مقام پر لکھتے ہیں: قَالَ حَمَّادٌ الْأَخْرُسُ وَالْأَصْمُ إِنْ قَالَ يَرَأْسُهُ جَازَ (بخاری ج 2 ص 729)

یہ حماد بن ابی سلیمان کون ہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ م 150ھ اور سفیان الثوری رحمہ اللہ م 161ھ کے استاد۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دارالعلوم کوفہ میں انہی کے جانشین تھے جب امام بخاری جیسے محدث جلیل بھی ان فقہاء کے اقوال سے صحیح بخاری کی تکمیل کرتے ہیں تو ان نادانوں پر تعجب ہے جو ہر جگہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہمیں قرآن اور حدیث کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت نہیں وہ اس بات کو سمجھتے کہ فقہ کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ م 275ھ حنبلی المذہب ہیں اور صحابہ کے اقوال کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ انہیں نظر انداز نہیں کرتے۔ اختلاف حدیث میں صحابہ کے عمل کو فیصلہ کن ٹھہراتے ہیں: إِذَا تَنَازَعَ الْحَبْرَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ (سنن ابی داؤد ج 1 ص 376)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی موضوع پر دو مختلف روایتیں ملیں تو دیکھا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا عمل کیا ہے۔

## سفیر احناف..... سرزمین اولیاء پر

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا تین روزہ دورہ رحیم یار خان  
صوبہ پنجاب کا آخری ضلع اولیاء اللہ حضرت دین پوری اور حضرت درخواستی  
کی سرزمین ضلع رحیم یار خان ہے۔

28 اگست 2013ء بروز بدھ کو سفیر احناف متکلم اسلام مولانا محمد الیاس  
گھمن مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ظاہر پیر کے علاقے میں تشریف لائے  
چوک سیدنا صدیق اکبر پر راقم السطور نے جماعتی ساتھیوں کے ہمراہ حضرت الاستاذ کا  
پر جوش استقبال کیا۔

شہر کے قریب ہی حافظ عبد الرشید کی خانقاہ میں تشریف لے گئے جہاں ان  
سے اور ان کے متعلقین سے ملاقات کی اور دعا فرمائی، یہاں سے اب صادق آباد کے  
لئے روانہ ہوئے تقریباً ساڑھے دس بجے صادق آباد شہر میں داخل ہوتے ہی اتحاد اہل  
السنت والجماعت تحصیل صادق آباد کے متحرک کارکن محمد بلال کی دکان پر برکت کی  
دعا فرمائی، اتحاد اہلسنت والجماعت تحصیل صادق آباد کے امیر مولانا عبد الرشید نعمانی  
جو کہ دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں کی عیادت کی اور ان کی صحت یابی کے لیے دعا  
فرمائی۔ یہاں پر مقامی علماء کرام بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔

بعد ازاں مولانا ادریس انصاری کے صاحبزادے مولانا قاری سعید انصاری  
کی وفات پر تعزیت کے لئے خانقاہ ادریسیہ تشریف لے گئے، جہاں حضرت مرحوم کے  
بھائی اور مولانا مفتی اسامہ اور سجادہ نشین حضرت پیر عسا کر نے اپنے رفقاء اور متعلقین

کے ہمراہ استقبال کیا وہاں حضرت کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا فرمائی اور ان کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا اس دوران آپ نے مرکزِ اہل سنت والجماعت سرگودھا کا تعارف کرایا اور جماعت کی مختصر کارگزاری پیش کی اور اپنی تصانیف حضرت کی خدمت میں پیش کیں۔

صوبہ سندھ کے علاقہ ڈھر کی میں منعقد ہونے والی سیرۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں خصوصی خطاب کے لئے روانہ ہو گئے راستے میں صوبہ پنجاب اور سندھ کے باڈر پر حضرت سے محبت رکھنے والے مولانا سچل شاہ صاحب اور دیگر مقامی علماء کرام نے حضرت کا استقبال کیا۔

جہاں بھائی عبدالوکیل نے اتحادِ اہل سنت والجماعت کے کارکنوں کے ہمراہ والہانہ استقبال کیا اور پھر جامع مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (ٹاور والی مسجد) میں سنت اور بدعت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ معروف سماجی شخصیت اور میزبان جناب حضر الدین کے ڈیرہ پر وہاں کے مقامی علماء کرام کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے خصوصی ملاقات کی اور بعد میں علمی مجلس لگی مختلف موضوعات پر حضرت والا سے سوالات کئے اور استاد محترم نے اپنے علمی انداز میں مدلل جوابات دیے۔

اوباڑو شہر میں مولانا سچل شاہ کی فرمائش پر ان کی رہائش گاہ تشریف لے گئے جہاں علماء، طلبہ اور نوجوانوں نے آپ سے ملاقات کی اس کے بعد آپ مولانا سچل شاہ کے ہمراہ جامعہ انوار القرآن تشریف لے گئے وہاں پر موجود علماء اور طلباء نے آپ کا استقبال کیا اور مدرسے کے دورے کے بعد حضرت نے دعا فرمائی۔

نماز عصر ادا کرنے کے بعد آپ سنجر پور اہل سنت والجماعت کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے جہاں تحصیل صادق آباد، کوٹ سبزل اور سنجر پور کے

علماء نے خصوصی ملاقات کی۔ ڈیرہ عبد الناصر مولانا یعقوب اور علماء کی بڑی تعداد نے آپ کا استقبال کیا کانفرنس میں آپ نے اہل السنۃ والجماعت کے عقائد و نظریات کے موضوع پر ایک جامع اور مدلل خطاب کیا۔ سنجر پور اور کوٹ سبزل کے علماء نے کہا کہ آج کی یہ کانفرنس سنجر پور کی تاریخ کی سب سے بڑی کانفرنس تھی جس میں عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

اگلے دن بروز جمعرات 29 اگست استاد محترم بھائی اعجاز کے ہمراہ جامعہ حمیرا للبنات علامہ اقبال ٹاؤن تقریب افتتاح بخاری میں خصوصی خطاب کے لئے پہنچے جہاں مولانا عبد الغنی طارق اور علماء کرام پہلے سے موجود تھے۔ حضرت نے اہمیت حدیث کے موضوع پر مدلل خطاب کیا اور منکرین حدیث کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کو دلائل سے رد کیا۔

ضلع رحیم یار خان کے معروف علماء کرام جن میں حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی، مولانا حماد اللہ درخواستی، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا قاضی خلیل الرحمن اور دیگر علماء کرام نے آپ سے خصوصی ملاقات کی اس دوران حضرت الاستاد نے اتحاد اہل السنۃ والجماعت کی اندرون و بیرون ملک میں جماعتی و مسلکی کارکردگی سے علماء کو آگاہ کیا جس پر علماء کرام نے حضرت کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا، حضرت نے احناف میڈیا سروس کی موجودہ کارکردگی اور اس کی ضروریات کے حوالے سے علماء کو آگاہ کیا۔

اس کے بعد آپ بھائی اعجاز، بھائی طارق اور مولانا عبد الغنی طارق کے ہمراہ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد رائل ہاک سپر سٹور جہاں بھائی خالد نے پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا۔

گھر کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد مولانا عبد الغنی طارق کے ہمراہ قاضی خلیل الرحمن مہتمم جامعہ انوار القرآن تشریف لے گئے مدرسہ کا دورہ کیا اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی کے لئے دعا کی۔ اہم سیاسی و مذہبی شخصیت مولانا عبد الرؤف ربانی سے ملاقات کے لئے ان کے مدرسہ جامعہ حسنیہ ربانیہ پہنچے۔

اس کے بعد رحیم یار خان کی معروف درس گاہ جامعہ شمس العلوم تفسیریہ تشریف لے گئے جہاں پر شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ اور مولانا خلیل اللہ سے خصوصی ملاقات کی مدرسہ کی انتظامیہ اور خصوصاً وہاں پر موجود طلبانے خوشی کا اظہار کیا۔

نماز مغرب جامعہ اسلامیہ للبنات سے متصل مسجد میں ادا کی اور فکر آخرت کے عنوان پر درس دیا۔ اس کے بعد مولانا قاری ظفر اقبال کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں پر مولانا عبد الرؤف ربانی، مولانا عامر عباسی و دیگر علماء سے خصوصی ملاقات کی نماز عشاء ادا کرنے کے بعد تبلیغی مرکز رحیم یار خان تشریف لے گئے جہاں پر مرکز کی شوریٰ نے استقبال کیا اور پر تکلف عشائیہ بھی دیا۔

30-08-2013 بروز جمعہ خانپور شہر کے لئے روانہ ہوئے کوٹ ساہہ میں مولانا شبیر احمد حنفی استاد شعبہ تخصص مرکز اتحاد اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کے گھر تشریف لئے گئے۔ جہاں ان کے بڑے بھائی منیر احمد، بھائی عبد اللہ و دیگر سے ملاقات و دعا کے بعد سہجہ بس اسٹاپ پر بھائی نصر اللہ نے مقامی علماء کے ہمراہ حضرت والا کا استقبال کیا اور مدرسہ نور المدارس میں دعا کی۔

دن 12:00 بجے جامعہ عبد اللہ ابن مسعود پہنچے جہاں پر مولانا شکیل احمد مدنی و دیگر علماء کرام نے حضرت کا استقبال کیا اور ملاقات کی بعد ازاں بھائی عمر فاروق، مولانا اسعد حسین شاہ کی قیادت میں اتحاد اہل السنۃ والجماعت کے کارکنان و عہدیداران

حضرت استاد محترم کو قافلہ کی صورت میں جامعہ عربیہ مخزن العلوم کے لئے روانہ ہوئے جہاں پر منعقدہ امام اعظم ابو حنیفہ کانفرنس میں حضرت استاد محترم نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عنوان پر خصوصی خطاب کیا۔

بعد نماز جمعہ حضرت مولانا خلیل الرحمن درخواستی، مولانا حماد اللہ درخواستی، قاری عزیز الرحمن درخواستی اور دیگر علماء کرام سے خصوصی ملاقات کی مولانا خلیل الرحمن درخواستی جامعہ کے ناظم تعلیمات نے حضرت استاد محترم سے طلباء کے لئے سال میں دو دن اسباق پڑھانے کی خواہش کا اظہار کیا جس پر استاد محترم نے سال میں ایک دن سبق پڑھانے پر آمادگی فرمائی۔

وہاں پر موجود عوام الناس و تاجر حضرات نے بیان کے بعد مسلک حق علماء دیوبند سے متعلق شبہات دور ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت مولانا الیاس گھمن کے پروگرام ہوتے رہے تو باطل قوتیں اپنی موت آپ مر جائیں گیں جہاں پر استاد محترم نے مقامی لوگوں سے فرمایا کہ کسی بھی باطل فرقے کی طرف سے شکوک و شبہات ہوں تو کوئی بھی مسلکی مسئلہ ہو تو ہماری جماعت کے ضلعی امیر مولانا عابد فاروق ہیں آپ ان سے رابطہ رکھا کریں۔

حضرت استاد محترم راقم کی مسجد واقع گلشن سبزہ زار ٹاؤن تشریف لے گئے جہاں پر بھائی محمد عمر فاروق اور مولانا سید اسعد شاہ نے دیگر کے ہمراہ استقبال کیا بعد ازاں منڈی یزمان جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ درس قرآن کے لئے تشریف لے گئے جہاں مولانا طاہر و دیگر جماعتی احباب نے استقبال کیا۔ بعد درس مقامی علماء و طلباء اور مسلکی محبت رکھنے والے احباب سے ملاقات کی اور خانیوال کے لئے تشریف لے گئے۔



## فضائل اعمال پر اعتراضات کا علمی جائزہ

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

اس کے بعد دوسری چیز ”کرامت“ ہے:

کسی متبع شریعت ولی اللہ کے ہاتھ پر کوئی خلاف عادت کام ظاہر ہو جانے کو ”کرامت“ کہتے ہیں۔

شرح فقہ اکبر کا حوالہ:

ملا علی قاری رحمہ اللہ م 1014ھ فرماتے ہیں: ”والکرامة خارق للعادة الا انها غير مقرونة بالتحدي وهي كرامة للولي“ (شرح فقہ اکبر ص 79)  
(ولی کی) کرامت ایسے خلاف عادت کام کو کہتے ہیں جو بغیر چیلنج کے ہو۔

عقیدہ واسطیہ کا حوالہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عقیدہ واسطیہ میں فرماتے ہیں: ومن اصول اهل السنة التصديق بكرامات الاولياء۔ (العقيدة الواسطية ص 156)  
اہل السنّت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات کی تصدیق کی جائے کہ وہ درست اور ٹھیک ہیں۔

کتاب التعریفات کا حوالہ:

علامہ جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ظهور امر خارق للعادة من قبل شخص غير مقارن لدعوى النبوة بشرط

ان یكون مقرونا بالایمان والعمل والصالح۔ (کتاب التعریفات للجر جانی ص 129)

خلاف عادت کام کا ایسے شخص سے صادر ہونا جو دعویٰ نبوت نہ کرتا ہو  
”کرامت“ کہلاتا ہے، بشرطیکہ یہ شخص صاحب ایمان ہو اور عمل صالح بھی کرتا ہو۔

### خوارق العادات فی القرآن کا حوالہ:

عبدالرحمان ابراہیم الحمضی لکھتے ہیں: ”الامر الخارق للعادة بحریہ اللہ علی ید عبد  
صالح له متبع للشریعة۔“ [خوارق العادات فی القرآن الکریم ص 57]

اللہ تعالیٰ کسی متبع سنت اپنے بندے کے ہاتھ پر کوئی خلاف عادت کا ظاہر فرما  
دیں اس کا نام کرامت ہے۔

### ضروری بات:

اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں یعنی یہ نہیں سمجھنا  
چاہیے جس سے کرامت ظاہر نہیں ہوئی یا نہیں ہوتی، وہ ولی ہی نہیں۔ کیونکہ یہ ممکن  
ہے کہ کوئی شخص حقیقت میں متبع شریعت ہو اللہ کا ولی ہو اور ساری زندگی اس سے کوئی  
کرامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

### النبراس علی شرح العقائد کا حوالہ:

”ظهور الکرامة لیس من لوازم الولی ولا فی استطاعته۔“

(النبراس علی شرح العقائد ص 55)

کرامت کا ظاہر ہونا ولی ہونے کیلئے لازمی نہیں اور نہ ہی یہ اس کی طاقت میں ہوتا ہے۔

### جامع کرامات الاولیاء کا حوالہ:

لم یکن للولی کرامة ظاهرة علیه فی الدنیا لم یقدح عدمها فی کونه ولیاً۔

جامع کرامات الاولیاء، ج 1 ص 28 از امام یوسف النبهانی

اگر کسی ولی سے دنیا میں کرامت ظاہر نہ ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ولی ہی نہیں۔ یعنی ولی کے لیے کرامت کا ظاہر ہونا لازمی نہیں۔

## ﴿چند کرامات آیات قرآنیہ کی روشنی میں﴾

حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت:

”کَلِمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَمْرُؤُا أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدَ اللَّهِ“

(ال عمران آیت 37)

جس وقت آئے اس کے پاس زکریا حجرے میں، تو ان کے پاس کچھ کھانا پایا تو فرمایا: مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ تو مریم بولی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

اصحاب کہف کی کرامت:

”وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تَسْعًا“

(کہف: 25)

وہ غار میں رہے تین سو سال اور نو سال اوپر۔

تخت بلقیس لانے کی کرامت:

”قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ“

(النمل آیت 40)

وہ شخص جس کے پاس کتاب کا ایک علم تھا بولا کہ میں آپ کے پاس لاتا ہوں وہ (تخت) آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے پھر جب دیکھا تو اپنے پاس پڑا ہوا پایا۔ کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

سورة الکہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا واقعہ جس میں بہت سی کرامات کا ذکر ہے، حضرت ذوالقرنین کا واقعہ بھی اسی سورۃ میں ہے۔

اسی طرح دیگر بھی کئی کرامات قرآن و سنت سے منقول ہیں۔

### النبراس کا حوالہ:

شرح عقائد کے شارح علامہ پرہاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پتھروں کا بولنا، بے زبان جانور کا گفتگو کرنا جیسا کہ اصحاب کہف کا کتا بولا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور سے ”یاساریۃ الجبل“ کہنا اور لشکر والوں کا وہ آواز سننا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا زہر کی بوتل (شیشی) پی لینا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو پڑنا وغیرہ سب کرامات ہیں۔

(النبراس شرح العقائد ص 296 ص 299 طبعاً)

کرامات پر جیسے آیات قرآنیہ موجود ہیں اسی طرح احادیث شریفہ بھی بکثرت ملتی ہیں۔ اب ہم آتے ہیں اس بات کی طرف کہ کرامت کی حقیقت پر اہل السنۃ والجماعہ کے محققین کا اجماع ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

### کرامت پر اجماع امت:

علامہ پرہاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اجمع المحققون من اهل السنة على

حقیقة الکرامات..... لا یمکن انکارہ“

سنی محققین کا کرامت کی حقیقت پر اجماع ہے۔۔۔ اس کا انکار ممکن نہیں۔

### کرامت کی شرعی حیثیت:

اسی سے معلوم ہو گیا کہ جو لوگ کرامات کا یکسر انکار کرتے ہیں وہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ کو نہیں جانتے، اتنی بات یقینی ہے کہ جو کرامات دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں ان کا انکار کرنا کفر ہے۔

(النبراس علی شرح العقائد ص 296)

## شرح اصول ہزدوی کا حوالہ:

ومن انکر هذا فقد سفہ نفسه واصل عقله

(کشف الاسرار شرح اصول الہزدوی ج 3 ص 694)

جو دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں ان کا انکار پاگل پن اور بے وقوفی ہے یعنی گمراہی ہے۔

## نزہۃ البساتین کا حوالہ:

بعض علماء سے کسی نے اولیاء اللہ کی کرامات کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کہ ایسا کون ہو سکتا ہے جو اس کا انکار کرے؟ کرامت کے اثبات کے لیے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ ان اللہ یفعل ما یرید۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔

نزہۃ البساتین اردو ترجمہ روض الریاحین ص 44

کیونکہ کرامت میں ولی کی طاقت کی بجائے اللہ کی قدرت کا دخل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر خلاف عادت چیز کو ظاہر فرمادیتے ہیں۔

## روض الریاحین کا حوالہ:

امام یافعی یمنی رحمہ اللہ ”روض الریاحین“ میں فرماتے ہیں: ”بہت زیادہ تعجب ہے اس پر جو شخص کرامات اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے کیونکہ اس بارے میں قرآن پاک کی بہت سی آیات، احادیث صحیحہ، مشہور آثار اور اسلاف و اخلاف سے بہت ساری حکایات ملتی ہیں، جو شمار سے باہر ہیں۔ (بحوالہ جامع کرامات الاولیاء ص 37)

## کرامت سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا:

ان سب کے باوجود کرامت سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا، مثلاً اگر کسی بزرگ کو کشف کے کسی بات کا علم ہو گیا تو اس سے علم غیب کا عقیدہ ثابت نہیں ہو گا۔

..... جاری ہے

## نمازِ اہل سنت والجماعت

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

جمعہ کے دن امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے دیتا ہے۔ ان دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ، أَرَاهُ الْهُؤُودَيْنِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 163 باب الجلوس اذا صعد المنبر، سنن ابن ماجہ)

**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے۔ جب منبر پر چڑھتے تو اس پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے اور خاموش رہتے، اس کے بعد کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔

### خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونا:

خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے۔ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔

1: خطبہ جمعہ در حقیقت ”ذکر اللہ“ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ

(سورة الجمعة: 9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

امام التفسیر ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:  
إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ؛ آخِيَ إِلَى الْخُطْبَةِ عِنْدَ الْجُمُوعِ.  
(تفسیر النسفی ج 4 ص 201 سورة الجمعة)

ترجمہ: اللہ کے فرمان ”إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ“ سے جمہور مفسرین کے ہاں خطبہ مراد ہے۔

تائید حدیث پاک سے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأَ وَخَفَّفَهُمْ وَيَسْتَبْعُونَ الذِّكْرَ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 127 باب الاستماع الى الخطبة، صحیح مسلم ج 1 ص 281 کتاب الجمعة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام (خطبہ کے لیے) نکلتا ہے، تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور توجہ سے ذکر (خطبہ) سنتے ہیں۔

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ خطبہ دراصل ”ذکر اللہ“ ہے۔ تو جس طرح ثناء، تعویذ، تسمیج، تحمید، التحیات وغیرہ ذکر اللہ ہیں اور عربی زبان ہی میں پڑھی جاتی ہیں، اسی طرح خطبہ کے لئے بھی عربی زبان کا ہونا ضروری ہے۔

حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے خطبہ مختصر دیا جائے:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ نَارِسُ بْنُ سُلَيْمٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِقْصَارِ الْخُطْبِ. (المستدرک للحاکم ج 1 ص 584، الامر باقتصار الخطب، رقم 1105)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہمیں مختصر خطبے پڑھنے کا حکم دیا۔“ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کی گئی آدھ یا پون گھنٹہ کی تقریر کو اگر مسنون خطبہ قرار دیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت لازم آئے گی۔

### عربی زبان میں خطبہ جمعہ پر ہمیشگی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عربی زبان میں خطبہ جمعہ پر مواظبت اور ہمیشگی ثابت ہے۔ حالانکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے میں عجمی لوگ بھی موجود ہوتے تھے۔ جن کو تبلیغ دین ضرورت بھی تھی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی خطبے پر اکتفاء فرمایا۔ اسی طرح حضرات خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ادوار میں اسلام جب جزیرہ عرب سے نکل کر دیگر عجم علاقوں میں پھیلا، لوگ عربی زبان سے نا آشنا تھے لیکن خطبہ جمعہ عربی میں ہی پڑھا گیا عربی خطبہ پر امت مسلمہ کا توارث و تعامل واضح دلیل ہے کہ خطبہ صرف عربی زبان ہی میں ہونا چاہیے۔

### اکابر فقہاء و سلف صالحین کی تصریحات:

امت مسلمہ کے اکابر فقہاء و سلف صالحین کی تصریحات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ کے لئے عربی زبان کا ہونا ضروری ہے۔

1: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وَيُشْتَرَطُ كَوْنُهَا بِالْعَرَبِيَّةِ»

(کتاب الاذکار للنووی ص 148 کتاب حمد اللہ تعالیٰ)

ترجمہ: خطبہ جمعہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے۔

2: امام رافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وَهَلْ يُشْتَرَطُ أَنْ تَكُونَ الْخُطْبَةُ كُلُّهَا

بِالْعَرَبِيَّةِ؟ وَجَهَانٍ وَالصَّحِيحُ اشْتِرَاطُهُ» (اتحاف السادة المتقين للزبيدي ج 3 ص 368)

ترجمہ: کیا سارے خطبہ کا عربی میں ہونا شرط ہے؟ اس میں دو وجہیں ہیں۔ صحیح یہ



ہے کہ عربی میں ہونا شرط ہے۔

3: شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا الانصاری فرماتے ہیں: مِنْ شُرُوطِهَا مَا سَبَقَ وَهُوَ كَوْنُهَا بِالْعَرَبِيَّةِ۔ (اسنی المطالب فی شرح روض الطالب ج 1 ص 258)

ترجمہ: شرائط میں سے ایک شرط جو پیچھے مذکور ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خطبہ عربی زبان میں ہو۔

4: امام الہند شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وعربی بودن نیز بجهت عمل مستمر مسلمین در مشارق ومغارب باوجود آنکہ در بسیارے ازا قالیم مخاطباں عجمی بودند۔ (مصنفی شرح مؤطا ص 154)

ترجمہ: خطبہ کا عربی زبان میں ہونا، کیونکہ مسلمانوں کا مشرق و مغرب میں ہمیشہ کا عمل یہی رہا ہے (یعنی خطبہ کا عربی میں پڑھنے کا) باوجودیکہ بہت سارے ممالک میں ان کے مخاطب عجمی لوگ تھے۔

5: عمدة المتأخرین علامہ ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَا شَكَّ فِي أَنَّ الْخُطْبَةَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ خِلَافُ السُّنَّةِ الْمَتَوَاتِرَةِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ فَيَكُونُ مَكْرُوهًا تَحْرِيمًا۔

(عمدة الرعاية علی شرح الوقاية ج 1 ص 200)

ترجمہ: اس بات میں شک نہیں کہ عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ دینا اس سنت کے خلاف ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متواتر چلی آرہی ہے۔ لہذا (غیر عربی میں خطبہ دینا) مکروہ تحریمی ہوگا۔

.....جاری ہے

## سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف اور جانثار صحابی ہیں، غزوہ بدر کے دن اسلام قبول کیا۔ آپ کا نام عومیر اور کنیت ابودرداء تھی۔

### فضائل و مناقب:

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام نبی کریم کے ہی فیض یافتہ ہیں لیکن بعض ایسے بھی جنہوں نے آپ سے علم کا بہت سا حصہ پایا، امام ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم حفظ کیا۔

وحفظ القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 23)

جہاں آپ نے سینے میں قرآن کریم کو محفوظ کیا وہاں آپ نے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرماتے ہوئے قرآن کریم کو جمع کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ آپ اس کے عظیم الشان کارنامے کو تاریخ نے اپنے اندر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مات النبي صلى الله عليه وسلم ولم يجمع القرآن غير أربعة أبو الدرداء ومعاذ بن جبل وزيد بن ثابت وأبو زيد.

(صحیح بخاری رقم الحدیث 5004 باب القراء من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی حضور کی رحلت کے وقت جن چار خوش نصیبوں کو جمع قرآن کی سعادت حاصل ہوئی ان میں حضرت ابودرداء اول نمبر پر ہیں۔

آپ کی ساری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے وقف تھی، غزوہ احد کے دن حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسلام کے دفاع و سر بلندی کے لئے بڑی جرات و بہادری کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا آپ کی بہادری کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا نعم الفارس عویمر وقال هو حکیم أمتی۔

(الاصابہ ج 4 ص 747، تہذیب التہذیب ج 8 ص 157)

اس مختصر سے جملہ میں آپ علیہ السلام نے حضرت ابو درداء کو بہترین شاہسوار اور امت محمدیہ کا سمجھ دار انسان قرار دیا ہے۔

### علمی و فقہی مقام:

1: مشہور فقیہ صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت لوگوں کو جو نصیحت کی ہے وہ اس طرح ہے کہ

فالتمسوا العلم عند أربعة رهط : عند عویمر أبي الدرداء وعند سليمان الفارسی وعند عبد الله بن مسعود وعند عبد الله بن سلام۔

(اسد الغابہ ج 1 ص 619)

یعنی اگر کوئی علمی مسئلہ درپیش ہو تو ان صحابہ کی طرف رجوع کرنا حضرت ابو درداء، حضرت سلمان فارسی، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہم۔

معلوم ہوا حضرت معاذ؛ سیدنا ابو درداء کو جید علماء میں شمار کرتے تھے۔

2: آپ کی علمی حیثیت کی گواہی دیتے ہوئے حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وجدت علم أصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی الی ستة: الی عمر، وعلی، وعبد الله، ومعاذ، وأبي الدرداء، وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 23)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم سمٹ کر جن خوش نصیبوں کا مقدر بنے وہ یہ ہیں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت معاذ، حضرت ابودرداء اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

3: آپ کا تعارف امام ذہبی ان الفاظ میں کراتے ہیں "الإمام الربانی....وكان عالم أهل الشام ومقرء أهل دمشق وفقههم وقاضيهـم۔"

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 23)

آپ اپنے دور میں ملک شام کے عالم و فقیہ اور قاضی تھے۔

4: آپ کی فقہت کی گواہی دیتے ہوئے امام ابن اثیر جزری فرماتے ہیں: وكان من أفاضل الصحابة وفقهائهم۔

(اسد الغابہ ج 1 ص 883)

5: امام ذہبی نے یہ بات بھی نقل کی ہے کہ جب آپ تشریف لاتے تو لوگ مسائل پوچھنے کے لئے یوں ساتھ ہوتے جیسے بادشاہوں کے ساتھ لوگ ہوتے ہیں

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 23)

### آپ کی مجتہدانہ شان:

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں آپ کی اجازت سے اجتہاد فرمایا اور آپ علیہ السلام نے اس کی تردید نہیں فرمائی۔

### ترک قرات خلف الامام کا مسئلہ:

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أفى كل صلاة قراءة؟ قال نعم فقال رجل من الأنصار وجبت هذه فقال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم و كنت أقرب القوم إليه ما أرى الإمام إذا أم

(سنن دار قطنی باب ذکر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ إمام فقرأة الإمام لہ قراءة رقم 29)  
کسی صاحب نے حضور سے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہر نماز میں قرات کرنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں بالکل۔

آپ کا جواب سن کر ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو قرات واجب و ضروری ہوئی۔ اس پر حضور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اپنے اجتہاد سے آپ کے اس فرمان کی تخصیص کرتے ہوئے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ اگر آدمی باجماعت نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرات ہی کافی ہے یعنی مقتدی قرات نہ کرے تب بھی نماز ہو جاتی ہے۔

نوٹ: [آپ کے اس اجتہاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن روایات میں نمازی کو قرآن پڑھنے کا ذکر ہے اس سے مراد منفرد ہے مقتدی نہیں]  
ہر صاحب عقل اس حدیث کو سامنے رکھ کر سوچ سکتا ہے کہ آپ اجتہاد کے کتنے بلند مقام پر فائز تھے۔

### اسفار بالفجر کا مسئلہ:

آپ کا نظریہ یہ تھا کہ صبح کی نماز میں اسفار یعنی صبح روشن کر کے ادا کرنی چاہئے چنانچہ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اَسْفِرُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ أَفْقَهُ لَكُمْ۔  
(مصنف ابن ابی شیبہ)

### وفات:

آپ کی وفات 32ھ میں ہوئی۔

(الاستیعاب)

## شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

### تصوف میں حضرت کا معمول:

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا اصلاحی تعلق شیخ فخر المتکلمین مولانا غلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ سے تھا۔ حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ نے آپ کو مروجہ ذکر واذکار میں مشغول نہیں رکھا، بلکہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے سلوک و تصوف کی منازل طے کرا دی۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں: ”میرے چچا جان مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ مجھ پر بیعت کے بعد بہت ہی اصرار فرماتے رہے کہ تو ذکر کر لیا کر، مگر میں اپنی نالافتی سے یہ جواب دیا کرتا تھا کہ:

ہر کے راہر کارے ساختند

ضر میں آپ لگائیں، سبق میں پڑھاؤں“ اس قدر علمی ذوق ہونے کے باوجود جب کبھی آپ خانقاہ تھانہ بھون تشریف لے جاتے، تو وہاں اپنا وظیفہ شروع فرما دیتے۔ کئی مرتبہ اپنے مرشد کے حضور درخواست بھی پیش کی کہ کچھ اوراد و وظائف مل جائیں، لیکن منظور نہیں ہوئی۔ مرشد نے فرمایا: ”علوم دینیہ کی تدریس اور خدمت تعلیم بھی طرق وصول الی اللہ سے ہے، طرق وصول ایک شی میں منحصر نہیں۔“

(تذکرۃ الغلیل)

### بعض اہم مسائل میں شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا موقف:

ہمارے ہاں نماز کے مسائل میں سے ایک مسئلہ امام کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا بھی ہے۔ فقہائے احناف کی تحقیق اور ترجیح یہ ہے کہ امام کے پیچھے نماز ادا

کرتے وقت مقتدی کو قرأت کی اجازت نہیں۔ بلکہ وہ خاموشی سے کان لگا کر سنے۔ جبکہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے پر حدیث کا لیل لگا کر در پردہ بہت سارے مسائل میں وارد شدہ صحیح احادیث کا انکار کر جاتے ہیں۔

ترک قراۃ خلف الامام کے بارے حضرت شیخ نے ”اوجز المسالک“ میں بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ”جمہور کا مسلک عدم قراۃ کا ہے، قائلین قراۃ اس مسئلے میں منفرد ہیں، اور بعض صورتوں میں یہ حضرات بھی سقوط الفاتحہ عن الماموم کے قائل ہیں، جیسا کہ جو آدمی رکوع میں آکر امام کے ساتھ شریک ہو جائے، تو ایسے شخص کو رکعت کا پانے والا شمار کیا جاتا ہے۔ مذاہب اربعہ کا اس بات پر اجماع ہے۔ حضرت شیخ کے اس موقف سے عقلی طور پر ترک قراۃ کا موقف مضبوط اور وقیع ثابت ہو رہا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تکوینی طور پر معاصی کا ارتکاب ہوا، جن کو بعض کج فہموں نے صحابہ رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کا موجب بنایا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ان کی ہرزہ سرائیوں کا جواب بڑے احسن انداز میں دیا، اور یہ بات ثابت کر دی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان معاصی کا ارتکاب اللہ تعالیٰ نے امت کی بہتری کے لیے کرایا، اس میں تشریعی مصلحتیں تھیں۔

سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم امت کو شریعت کی تعلیم قول سے بھی دیتے تھے، عمل سے بھی کر کے دکھاتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدود و تعزیرات زبانی طور پر بتائی تھی، عملی طور پر ان پر عمل کر کے دکھانے کی ضرورت تھی۔ قرآن کی آیات مبارکہ ہے ”وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا“ [المائدہ: 38] کہ چور مرد ہو یا عورت، اس کا ہاتھ کاٹ دو۔

اب اس حکم کو نافذ کرنا تھا، عملی طور پر دکھانا تھا، تاکہ بعد میں آنے والے

احکام اور قضاۃ کو اس آیت پر صحیح عمل کرنے کی صورت سمجھ آجائے۔ اس لیے کہ قرآن نے ”ایدیہما“ (دونوں کے ہاتھ) فرمایا ہے، باقی کیفیت کا تذکرہ قرآن میں نہیں کہ کون سا ہاتھ کس جگہ سے کاٹنا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرے مسائل جیسے عصمت انبیاء، مشاجرات صحابہ، جنگ جمل و صفین اور ان جیسے دیگر مسائل کو حضرت شیخ نقلی و عقلی رنگوں میں بیان کیا ہے اور ان موضوعات کا حق ادا کیا ہے۔

آج کے دور میں سیاسی و مذہبی کشمکش اور اس سے برآمد ہونے والے برے نتائج سے ہم دوچار ہیں۔ مذہبی قیادت کے بارے میں کارکنان میں تناؤ کی کیفیت سے معاشرہ عمومی طور پر بد حالی کا شکار ہے۔

اسی طرح کے حالات بلکہ اس سے بھی سخت قسم کے حالات 56ھ کے اواخر اور 57ھ کے اوائل میں رونما ہوئے تھے۔ جب کانگریس اور لیگ کے مابین اختلافات نے شدت اختیار کی۔ چنانچہ شیخ اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں:

56ھ اور اوائل 57ھ کانگریس اور لیگ کے اختلافات نے اتنی شدت اختیار کر لی کہ اکابر کی شان میں بے حد گستاخیاں اور بے ادبیاں ہوئیں اور بعض لوگوں نے دوسرے خیال کے امام کو فرائض جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں مصلے سے بھی ہٹا دیا اور جس جگہ جس فریق کا غلبہ ہوا اس جگہ دوسرے خیال کے مردوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔ (آپ بیتی ص 1 ج 1 ص 138)

ایسے حالات میں شیخ نے فریقین کے مابین تصفیہ کی غرض سے ایک کتاب لکھی۔ الاعتدال فی مراتب الرجال۔ یعنی لوگوں کو فرق مراتب کا لحاظ رکھ کر اعتدال کے ساتھ رہنا چاہیے۔ آج بھی حضرت کی تعلیمات کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔



## علماء دیوبند کو سلام

پورے ایشیا میں دارالعلوم دیوبند کی دینی..... مذہبی..... تالیفی..... تصنیفی ...  
قومی..... ملکی..... ملی..... اصلاحی..... اور فنی خدمات ہر شہر..... ہر قصبہ..... ہر دیہات.....  
میں دن رات مسلّم ہے۔

جب ہندستان میں کفر کا طوفان تھا..... شرک براجمان تھا..... بدعات  
رسومات رواجات میں مبتلا انسان تھا..... خرافات، ہزلیات، اغلوطات کا شکار مسلمان  
تھا..... اسلام برائے نام تھا..... مذہب بدنام تھا..... ہر غلط کام تھا..... عقیدہ خام  
تھا..... جہالت کا اندھیرا تھا..... ظلم کا بسیرا تھا..... گمراہی کا ڈیرہ تھا۔

انگریز کی حکمرانی تھی..... حکومت شیطانی تھی..... ہر طرف حیرانی پریشانی  
تھی..... ہر سو ویرانی تھی..... جب علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا..... دارورسن پر چڑھایا گیا ...  
دریائے شور عبور کرایا گیا..... حق گولوگوں کا سر اڑایا گیا..... الکفر ملتہ واحدۃ کا  
سہاں تھا..... نقشہ الحفیظ والامان تھا۔

بڑے بڑے جاگیردار سرمایہ دار اور زمیندار حکومت کے وفادار  
تھے..... ملک کے غدار تھے..... مذہب سے بیزار تھے..... اعلیٰ عہدوں کا طلبگار  
تھے..... اکثر عیار و مکار اور بے کار تھے..... مناصب کے نشہ میں سرشار تھے.....  
مسلمان ذلیل و خوار تھے۔

قرآن کے نسخے جلائے گئے..... اسلام کے نقشے مٹائے گئے..... مجاہدوں پر  
مقدمے چلائے گئے..... درختوں پر لٹکائے گئے..... کالجوں کی تعلیم تھی.....  
مسلمانوں میں نہ تنظیم تھی نہ اسلامی تعلیم تھی۔

حق پرستوں کا گروہ برسر پیکار تھا..... ہندوستان میدان کا رزار  
تھا..... سب سے بڑا دشمن انگریز تھا..... جو بڑا شر انگیز..... چالاک اور تیز تھا.....  
پھر بھی مقابلہ مقابلہ کا معاملہ کیا گیا..... مسلمانوں کی دینی تنزلی دیکھ کر غیور جاگ  
اٹھے..... بالآخر انگریز اس ملک سے بھاگ اٹھے۔

جی ہاں! دارالعلوم دیوبند نے ہزاروں مفسر..... محدث..... مفتی..... متکلم.....  
محقق..... مدقق..... مناظر..... معلم..... مبلغ..... مورخ..... مدبر..... مفکر..... سیاستدان.....  
صحافی..... شاعر..... ماہر تیار کیے۔

اور سینکڑوں نہیں ہزاروں فقہاء..... علماء..... فضلاء..... فصحاء.....  
بلغاء..... ادباء..... اتقیاء..... اذکیاء..... اصفیاء..... اکابر..... شیوخ پیدا کئے۔

ان مدارس کے خیر خواہو جو موجودہ صورت حال پر دل گرفتہ اور پریشان  
ہیں..... یا ان کے بدخواہوں جو آج کل خوشی کے شادیاں بجا رہے ہیں۔ سب کو یاد  
رکھنا چاہیے کہ مدارس دینیہ کوئی پانی کے بلبلے نہیں کہ کسی کے پھونک مارنے سے بیٹھ  
جائیں "نہ ہی ریت کے ٹیلوں پر بنے محلات ہیں کہ وقت کی تیز ہوائیں ان کو روند  
ڈالیں۔

کئی صدیوں کی تاریخ گواہ ہے ملا اور طالب، مدسہ صفحہ دہر پر پتھر کی لکیریں  
ہیں جنہیں مٹانا آسان نہیں۔ آج سے برسہا برس پہلے اقبال مرحوم نے ابلیس ملعون  
کا یہ مشورہ اپنے الفاظ میں یوں نقل کیا۔

افغان کی غیرت دین کا ہے یہ علاج  
ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

## لوح ایام

16 شوال المکرم: متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے تاسیسی ادارے مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا۔ جس میں تقریباً 90 علماء کرام نے داخلہ لیا۔

مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی سرگودھا میں بھی نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا جس میں حفظ القرآن اور دراست دینیہ میں بچیوں نے داخلہ لیا۔

متکلم اسلام میں ملک بھر میں ختم نبوت کے مقدس عنوان پر ہونے والے اجتماعات اور ریلیوں سے خطاب کیا۔ جن میں سرگودھا، مردان، چناب نگر، جامعہ اشرفیہ لاہور وغیرہ سرفہرست ہیں۔

13 ستمبر 2013: قرآن، سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی مرکزی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ تشریف لائے۔ رات کو مرکز میں قیام فرمایا اور صبح کو مرکز کی نئی تعمیر دیکھ کر دعا بھی فرمائی۔

13 ستمبر 2013: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کو اللہ کریم نے بیٹے کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ یاد رہے کہ یہ صاحب زادہ حضرت کی دوسری اہلیہ محترمہ سے ہے۔

16 ستمبر 2013: متکلم اسلام، سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے 8 روزہ علمی، مسکلی، تبلیغی اور اصلاحی دورہ سندھ فرمایا۔ اس ایک ہفتے میں تقریباً 19 کے قریب مختلف بیانات فرمائے۔

## اجلاس برائے فضلاء کرام

ادارہ

صرف مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا کے فضلاء شرکت فرمائیں گے۔ مرکز کی انتظامیہ کی جانب سے تمام فضلاء کرام کے نام الگ سے دعوت نامہ بھی بھیج دیا گیا ہے اور علاقائی ذمہ داران کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ تاہم جن ساتھیوں تک دعوت نامہ نہ پہنچ پائے وہ اس تحریر کو دعوت نامہ کے قائم مقام سمجھیں۔

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا میں تمام فضلاء متخصمین کا اجلاس بلایا گیا ہے، جس میں آپ کی شرکت ضروری ہے۔

مورخہ: 6 - اکتوبر 2013ء بروز اتوار

بوقت: 9 بجے صبح تا 4 بجے شام

ایجنڈا اجلاس: ملک و بیرون ملک میں مسلکی کام کی ترویج

نوٹ: اگر آپ حضرات یہ چیزیں لکھ کر لائیں تو مشاورت میں سہولت رہے گی:

- 1: آپ کی اپنے علاقے میں مسلکی کام کے حوالے سے خدمات؟
- 2: کام کے حوالے سے درپیش مسائل؟
- 3: مرکز کو مزید فعال اور اس کے کام کی اشاعت کے لیے ممکنہ تجاویز؟

برائے رابطہ:

0483881487

03467357394

والسلام

محمد الیاس گھمن



# مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

## ایک ادارہ، ایک تحریک

**شعبہ جات**

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وساکنین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس [www.ahnafmedia.com](http://www.ahnafmedia.com)

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عشر صدقات کی مدد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس

بنام

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

خط و کتابت

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487